بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

تبلیغ اور جہاد

س۔ تبلیغ اور جہاد دونوں فرض ہیں ترجیح کس کو دی جائے گی وضاحت فرمادیں۔

ج۔ جہاں صحیح شرائط کے ساتھ جہاد ہو رہا ہو وہاں جہاد بھی فرض کفایہ ہے اور دعوت و تبلیغ کا کام اپنی جگہ اہم ترین فرض ہے۔ اگر مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ کر لیا جائے تو جہاد بھی صحیح طریقہ سے ہو سکے گا۔ اس لئے عام مسلمانوں کو تو تبلیغ کے کام کا مشورہ دیا جائے گا۔ ہاں! جہاں جہاد بالسیف کی ضرورت ہو، وہاں جہاد ضروری ہو گا۔

فتویٰ از

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

بشکریہ، روزنامہ جنگ کراچی

مؤرخہ ۱۹۹۶/۳/۱

تبلیغی جماعت کا بے لاگ جائزہ

تالیف:

ابوبکر جابر الجزائری

مدرس مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ

ترجمہ: ابوعبداللہ

طبع دوم سنہ ۱۴۱۳ ھجری

ناشر: المرکز العربی للکتاب

ت/ ۵۲۶۵۲۰ الشارقہ

ص ب ۲۰۲۶ فیکس ۵۲۶۵۱۹

متحدہ عرب امارات

کمپوزنگ، ڈائزننگ: رانا محمد یوسف کاشمیری، ادارہ الفاروق کراچی۔

فہرست

۱۔ تبلیغی جماعت کا ظہور

۲۔ وہ حالات جو تبلیغی جماعت کے ظہور پذیر ہونے کے متقاضی تھے

۳۔ گمراہ لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلانے
کے لیے تبلیغی جماعت کا طریق کار

۴۔ تبلیغی جماعت کے مبلغین کا انداز دعوت

۵۔ گشت کا نظام

۶۔ چار چیزوں کی پابندی

۷۔ چار چیزوں کی کثرت

۸۔ تین چیزوں کی تقلیل

۹۔ چار چیزوں سے پرہیز

۱۰۔ دنیا بھر میں تبلیغی جماعت کی دعوت کے اثرات

۱۱۔ اشکالات اور جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور انجام کار کے لحاظ سے وہی لوگ اچھے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں اور نقصان میں صرف وہی ہوں گے جو ظلم کرنے والے ہیں اور صلوٰۃ وسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو خاتم الانبیاء ہیں نبیوں کے امام ہیں اور تمام بنی نوع انسان کے سردار ہیں اور ان کی پاک اولاد پر اور ان کے صحابہ کرامؓ پر اور جس کسی نے بھی قیامت تک خلوص نیت سے ان ﷺ کی پیروی کی۔

امابعد آج کل تبلیغی جماعت کے بارے میں اکثر گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ اور اپنی اپنی سوچ وفکر کے اعتبار سے ہر کوئی یا اس کی تعریف کرتا ہے یا اس پر تنقید کرتا ہے۔

اس وجہ سے میں نے یہ مختصر کتاب تحریر کی ہے تاکہ میں بری الذمہ ہو جاؤں اور اپنی طرف سے آگاہی کا حق ادا کر دوں اور تمام امور بہرحال اللہ تعالیٰ کے حضور ہی پیش ہوں گے۔

تبلیغی جماعت کا ظہور

ہندوستان کے دارالحکومت دہلی میں سید البشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت سے تیرہ صدیاں بعد تیسری دھائی میں تبلیغی جماعت قائم ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے تبلیغی جماعت الشیخ محمد الیاس بن محمد بن اسماعیل کاندھلویؒ کے دست مبارک سے ظہور پذیر ہوئی

اللہ تعالیٰ ہم سب کی اور ان کی مغفرت فرمائے اور ہمارے اوپر اور ان کے اوپر بھی اپنی رحمت نارل فرمائے آمین۔

وہ حالات جو تبلیغی جماعت کے قیام کے متقاضی تھے

ہر وہ کام جو سوچ و بچار کے بعد کیا جاتا ہے اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں یا تو وہ فائدہ مند ہوگا یا نقصان دہ ہوگا لیکن ہر کام کے پس منظر میں کچھ نہ کچھ ایسے حالات وواقعات اور اسباب ہوتے ہیں جو اس کام کے ظہور پذیر ہونے کے متقاضی ہوتے ہیں۔

اور یہی وہ حالات تھے جو امت مسلمہ کو اکثر ممالک میں درپیش تھے دور جاہلیت کی طرح جہالت، فسق وفجور اور شر وفساد کا دور دورہ تھا بلکہ بیشتر ممالک میں دور جاہلیت سے بھی بدتر حالت تھی

عقیدے میں فساد تھا یعنی بگڑ چکے تھے۔ عبادت سے جہالت برتی جارہی تھی عقل وفکر میں گمراہی چھاچکی تھی

دلوں میں بیماری آگئی تھی اگرچہ تمام اسلامی ممالک میں یہ عمومی صورت حال تھی لیکن ہندوستان میں خصوصاً یہ صورت حال درپیش تھی جہاں

مسلمان، اسلام اور شریعت اسلامی سے ناواقفیت کی بناء پر واپس ہندوانہ بت پرستی کی طرف لوٹ رہے تھے۔

اس گھمبیر صورت حال میں تبلیغی جماعت ظہور پذیر ہوئی اور مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اسے جہالت سے موڑ کر اسلام پر لایا جائے اور شریعت اسلامی سے جو دوری پیدا ہو گئی تھی اسے ختم کیا جائے تاکہ مسلمان علم حاصل کریں اور اس پر عمل کر کے نہ صرف نجات حاصل کر سکیں بلکہ ترقی و عروج اور سعادت حاصل کر سکیں کیونکہ اسلام کے بارے میں علم سیکھنے اور ظاہری اور باطنی طور پر اس کی شریعت کے مطابق عمل پیرا ہوئے بغیر نہ نجات ممکن ہے نہ کمال حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی سعادت مندی کی منزل تک پہنچا جا سکتا ہے۔

بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر لانے کے لیے تبلیغی جماعت کا طریق کار

چونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی بھی کسی غرق ہونے والے کو بچانا چاہتا ہے یا کسی ہلاک ہونے والے فرد کو نجات دلانا چاہتا ہے تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسا صحیح اسلوب اختیار کرے کہ جو اس غرق ہونے والے یا ہلاک ہونے والے فرد کو اس ہلات سے بچالے۔

اس سے قبل کہ ہم تبلیغی جماعت کے اختیار کردہ طریقۂ ذکر اور بیان کے بارے میں تحریر کریں مناسب ہوگا کہ پہلے اس ماحول کا ایک جائزہ لے لیا جائے جو اس ملک کے اسلامی معاشرے کا ہو چکا تھا اور پورے مشرق و مغرب، شمال اور جنوب میں اس جیسا ہی ماحول پرورش پا رہا تھا۔ اس معاشرے میں:-

- قبروں کی پوجا کی جارہی تھی

- جاہلیت کے تہوار منائے جاتے تھے
- فسق و فجور عام تھا فرائض اور سنتوں کو چھوڑا جارہا تھا
- حرام اور گناہ کے کاموں کی کثرت تھی

اسلامی آداب واخلاق تو دور کی بات ہے وہ کہاں جگہ پاتے جب کہ حالت یہ تھی کہ نماز ترک کی جارہی تھی اور لوگ نفسانی خواہشات میں سراسر جکڑے ہوئے تھے۔ اور انھیں اپنے فرائض وواجبات کا پتہ ہی نہیں تھا آپ کسی شہر اور بستی میں داخل ہوں مسجدوں میں بڑے بوڑھے ہی نظر آئیں گے جو اپنی عمر کے دن پورے کر رہے ہوتے تھے تو پھر بستی کے دوسرے مسلمان کہاں ہوتے تھے؟ بھئی وہ لوگ تو ہوٹلوں میں کلبوں میں، بازاروں میں اور باطل مجلسوں اور بُری محفلوں میں بیٹھے اس طرح ہنسی مذاق اور تمسخر میں لگے ہوتے جیسے ان کا کسی چیز پر ایمان ہی نہیں۔ ایسے معاشرے میں جہاں غفلت چھائی ہوئی ہو، جہالت کی حکمرانی ہو، خواہشات نفسانی کا دور دورہ ہو اور شہوات کو بھڑکایا جارہا ہو تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاسؒ کی ذات پر یہ کٹھن ذمہ داری آن پڑی کہ اس مشکل صورت حال میں ایسا نرم طریقہ تلاش کریں کہ جس سے ان جہالت، ظلم، فسق و فجور اور شرک میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو بچایا جا سکے پس اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک ایسے مفید اور کامیاب طریقے کی طرف رہنمائی فرمائی جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لاتعداد انسانوں کو بچالیا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایمان کی کمزوری سے ہٹا کر قوت ایمانی کی طرف، اسلام سے لاعلمی اور جہالت کے اندھیروں سے معرفت الٰہی کے نور کی طرف اور غفلت میں وقت ضائع کرنے سے ذکر واذکار سے اوقات کو قیمتی بنانے کی طرف اور فسق و فجور اور نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری کی طرف موڑ کر بچالیا اب ہم آتے ہیں اس

طریقے کی طرف کہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے محمد الیاسؒ کی رہنمائی کی کہ وہ اسے وضع کرے اور اسے توفیق بخشی کہ وہ اس طریقے پر عمل کر سکے اور پھر اس طریقے کی وجہ سے بہت خیر کے نتائج نکلے اور یہ طریقہ حکمت کے ساتھ تربیت کرنے کے سلسلے میں ایک مثالی طریقہ بن گیا ہے کہ دوسرے تمام طریقہ ہائے تربیت میں اس کی مثال نہیں ملتی کیونکہ یہ طریقہ نہ صرف مختصر ہے بلکہ تمام امور اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ ایک عجیب منہج ہے کیونکہ اس کا نصاب چھ باتوں سے زیادہ نہیں اس نصاب کو چھ باتوں کا نام دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) کلمۂ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی کی حقیقت:

اور وہ یہ ہے کہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور رسول اللہ ﷺ نے عبادات، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا راستہ اور تقرب الی اللہ کی جو باتیں ہم تک پہنچائی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔

(۲) خشوع وخضوع والی نماز: یعنی نماز پوری پابندی کے ساتھ قائم کی جائے۔ فرائض وواجبات پورے طور پر ادا کئے جائیں اور اس بات کا ضروری دھیان رکھا جائے کہ نماز میں خشوع بھی ہو کیونکہ نماز کی روح خشوع ہی ہے اس خشوع کے بغیر نماز کے فحاشی اور برے کاموں سے روکنے کے جو ثمرات ہیں وہ کبھی حاصل نہیں ہوسکتے ہم جانتے ہیں کہ اکثر نمازیوں کو ان کی نماز فحاشی اور برے کاموں سے نہیں روکتی کیونکہ ان کی نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے خشوع وخضوع کا فقدان ہوتا ہے۔

(۳) علم وذکر:۔ یعنی ضروری باتوں کا علم سیکھنا اور ان پر عمل کرنا اور لفظ "ذکر" سے مراد یہی ہے کیونکہ بے شک علم کے مطابق عمل کرنا ہی

ذکر ہے اور عمل کے بغیر لاپرواہی اور بھول ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے علم سے جو کوئی نفع نہ دینے والا ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ کی جائے اپنی پناہ میں رکھے۔

(۴) اکرام مسلم: اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان کی وہ شان اور قدر ومنزلت واپس لائی جائے جو ایک عرصہ سے گم ہو چکی ہے اور جہاں تک بھی ہو سکے دوسرے مسلمان بھائی سے حسن سلوک کیا جائے جب کہ آج مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا دشمن بن چکا ہے وہ کبھی اپنے مسلمان بھائی کو جسمانی اذیت دیتا ہے کبھی روحانی تکلیف پہنچاتا ہے اور کبھی اس سے ناحق مال چھین لیتا ہے مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عزتیں تار تار کر رہا ہے وہ مسلمان ملک میں رہتے ہوئے اپنے ہی کسی مسلمان بھائی کی ماں بہن یا خالہ سے زنا کا ارتکاب کر رہا ہے۔

یہ چوتھی بات جو سکھائی جاتی ہے یہ اکرام مسلم ہے اکرام مسلم کیا ہے؟
اکرام مسلم یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کا احترام کیا جائے اس کی قدر کی جائے اور یہ اس طرح ہو گا کہ اسے کوئی گزند نہ پہنچائی جائے اور جہاں تک انسان کے بس میں ہو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ حتی الوسع حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے اور یہ چیز مسلمانوں میں کتنے زمانے سے ناپید ہو چکی ہے سوائے محدودے چند افراد کے کہ جو نہ ہونے کے برابر ہیں۔

(۵) تصحیح نیت:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اپنے ہر عمل کی نیت صرف رضائے حق جل شانہ رکھے وہ اپنے ہر عقیدے قول اور عمل سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو اس کے علاوہ وہ کوئی عقیدہ نہ رکھے کوئی بات نہ کرے اور کوئی عمل نہ کرے اور یہ وہی "اخلاص" ہے کہ جو قرآن پاک میں آیا ہے اور سنت نبوی ﷺ میں اس کو

بیان کیا گیا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت: اس راستے میں نکلنے کی

اور اللہ تعالیٰ عزوجل کے **راستے میں نکلنے کی دعوت:** دعوت الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور کتاب وسنت میں بیان کئے گئے اللہ پاک کے حکموں اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقوں کی طرف بلایا جائے تاکہ انسان مرتبہ کمال حاصل کر لے اور دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی سعادتیں حاصل کرنے والا بن جائے۔

تبلیغی جماعت کے افراد کا طریقہ
دعوت استعمال کرنے کی کیفیت

تبلیغی جماعت کا طریقہ اختیار کرنے اور اس کی اثر پذیری کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس کے موسسین نے اسے استعمال کرنے کا طریقہ اور روبہ عمل لانے پر غور کرنا شروع کر دیا تاکہ یہ طریقہ ایک علمی ونظری بحث سے نکل کر عملی طور پر منطبق کیا جاسکے۔ پس اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انھیں مندرجہ ذیل طریقہ کی طرف رہنمائی نصیب ہوئی جو ہم ذیل میں نمبر شمار کے تحت بیان کر رہے ہیں

۱۔ مسجد۔ دعوت کا اولین گہوارہ

مبلغین کے سردار اور پیشوا حضرت محمد ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے کہ جنھوں نے جوں ہی قباء کے مقام پر بنی عوف میں نزول فرمایا اپنی دعوت کو پھیلانے کے لئے مسجد قباء تعمیر فرمائی اور ازاں بعد جب آپ ﷺ کی اونٹنی

مبارک اپنے ننھیال بنی نجار کے محلہ میں بیٹھ گئی تو آپ ﷺ نے وہاں بھی اپنی دعوت کے لیے مسجد کی منصوبہ بندی کی اور مسجد تعمیر کی انھوں نے بھی یعنی تبلیغی جماعت نے بھی مسجد کو ہی اپنی دعوت کا محور بنایا ہے یہ ایک مسجد سے نکلتے ہیں اور دوسری مسجد میں چلے جاتے ہیں مسجد سے ہی نکلتے ہیں اور مسجد میں ہی لوٹ آتے ہیں۔ اور جس مسجد کو یہ لوگ اپنی دعوت کے لیے تیار کرتے ہیں اسے مسجد النور کا نام دے دیتے ہیں۔ جو کہ حقیقت کے مطابق ہے کیونکہ اسلام میں مساجد کا مقام روشنی اور نور کے گنبد کی مانند ہے جہاں سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہوتی ہیں کیونکہ یہاں علم سکھایا جاتا ہے اور نماز ذکر اور دعاء سے روحوں کا تزکیہ کیا جاتا ہے کتاب اللہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

مساجد میں آداب سیکھے جاتے ہیں اور اخلاق سنوارے جاتے ہیں کیونکہ مسجد میں پرسکون اور خاموش ماحول ہوتا ہے اور بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے اور یہاں روح بھی پاک ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ کپڑے اور بدن بھی پاک وصاف ہوتے ہیں۔

ہفتہ واری چھٹی کے روز تبلیغی بھائی اپنا گھر کا آرام، اور بیوی بچے چھوڑ کر شب بسری کے لیے مسجد میں آجاتے ہیں اور اپنے آپ کو فارغ کر کے اپنے رب سے لو لگاتے ہیں جب کہ چھٹی کے دن کی یہ رات غفلت میں پڑے ہوئے لوگ کھیل تماشے اور لغویات میں اس طرح بسر کرتے ہیں کہ ساری رات جاگ کر صبح پو پھٹنے کے قریب وہ سوتے ہیں اور پھر صبح سورج نکل چکا ہوتا ہے اور وہ خواب خرگوش میں سو رہے ہوتے ہیں نہ نماز فجر ادا کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں مسجد میں اعتکاف کی نیت سے شب بسری کرنے والے ان افراد میں سے ایک صاحب اہلیت فرد سونے سے پہلے کھڑا ہوتا ہے اور انھیں وعظ ونصیحت کرتا ہے اور انھیں اپنے فرائض و واجبات یاد دلاتا ہے اور

ان سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے کچھ اوقات کی فی سبیل اللہ قربانی دیں اور وہ اس طرح کھڑے ہو کر اپنے نام ان لوگوں کی فہرست میں لکھوائیں جو غفلت میں پڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی فرماں برداری اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری سے ہٹے ہوئے لوگوں تک دین کی بات پہنچانے کے لیے فی سبیل اللہ نکل رہے ہوتے ہیں شائد کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو ان کے ذریعہ سے ہدایت عطا فرمادے اور وہ اس عمل میں رسول اللہ ﷺ کے اس قول مبارک کو مدنظر رکھتے ہیں۔

لان یھدی اللہ بک رجلاً واحداً خیر لک من حمر النعم

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت نصیب فرمادے تو یہ تمہارے لئے سرخ قیمتی اونٹ سے زیادہ بہتر ہے

پھر فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد بھی ان میں سے کوئی ایک صاحب صلاحیت فرد کھڑا ہوتا ہے جسے دعوت کے میدان میں مہارت اور تجربہ حاصل ہوتا ہے اور وہ ان لوگوں سے بات چیت کرتا ہے جنہوں نے اپنی اپنی فرصت وسہولت کیمطابق مختلف اوقات کے لئے اپنے نام فی سبل اللہ نکلنے والوں کی فہرست لکھوائے ہوتے ہیں ان میں سی کسی نے ایک دن اور کسی نے زیادہ دنوں کے لیے نام لکھوایا ہوتا ہے۔ فی سبیل اللہ نکلنے والوں سے جو بات چیت کی جاتی ہے اسے "ہدایات" کا نام دیتے ہیں اور اس میں سچی نیت، دعوت، سفر اور مسجد میں ٹھہرنے کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تاکید کی جاتی ہے اور دعوت کے لیے نکلنے اور واپس آنے تک ساتھیوں سے اچھی طرح رہنے اور امیر کی مکمل اطاعت کرنے کا بتایا جاتا ہے۔ مرشد کی ان ہدایات سے فارغ ہوجانے کے بعد ہر جماعت اپنے امیر کے تحت جمع ہو جاتی ہے اور پھر وہ بھی انھیں صبر، فرماں

برداری اور نیک نیتی کی تلقین کرتا ہے پھر ان سے سفر خرچ کے لیے کچھ رقم جمع کی جاتی ہے اور یہ برکت کے لیے ہوتا ہے یہ مال جمع کرنے کے لیے نہیں ہوتا کیونکہ یہ بہت تھوڑا سا ہی تو ہوتا ہے۔ پھر اس جماعت میں سے دو آدمیوں پر یہ ذمہ داری عائد کی جاتی ہے کہ وہ سفر کے لیے سواری وغیرہ کا بندوبست کریں اور پھر جب سفر کے لئے موجود سواری میں سوار ہو جاتے ہیں تو سفر کی مسنون دعاؤں کا ورد کرتے ہیں اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں سے چند آیات اور اخلاق اور آداب سے متعلق چند احادیث کی تعلیم کراتے ہیں پھر جب اپنی منزل مقصود والے گاؤں یا شہر میں پہنچتے ہیں تو سب سے پہلے وہاں کی مسجد کا ارادہ کرتے ہیں اور مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں اور تحیتہ المسجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد مشورہ کے لئے جمع ہو جاتے ہیں کہ یہاں اگلے چوبیس گھنٹوں یا دوسرے دن تک کے لیے دعوت کے کام کی ترتیب کس طرح بنائی جائے۔

یہاں کے اعمال مندرجہ ذیل ہوتے ہیں

ا۔ کھانے کی تیاری: جماعت میں سے جو ایک آدمی کھانے کی تیاری کا ذمہ لیتا ہے تو دوسرے دو یا تین آدمی بھی اس کام میں اس کی مدد کرتے ہیں۔

۲۔ امام مسجد، انتظامیہ کے ذمہ دار، امیر شہر، محلہ کے نمبردار یا گاؤں کے دینی بزرگ سے ملاقات کے لیے وقت طلب کرنا اور طے شدہ وقت کے مطابق ان سے ملاقات کرنا تاکہ ان کی تالیف قلب ہو اور کوئی شکوک وشبہات پیدا نہ ہوں اور اعلیٰ مناصب کے حامل ان ذمہ دار افراد کی تکریم بھی ہو جائے۔

۳۔ نماز ظہر کے بعد مسجد کے نمازیوں کے ساتھ باہمی تعارف اور انھیں بتانا کہ یہ ان کے دینی بھائی ہیں اور کسی دنیاوی غرض سے نہیں آئے ہیں اور ان کا اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے ملاقات

کریں ان سے محبت کا اظہار کریں اور ان کے احوال سے مطلع ہوں یعنی ان سے تعارف کریں اور ان کی خبر گیری کریں اور انھیں اپنے ساتھ فی سبیل اللہ تذکیر وتطہیر کے لیے نکلنے کی درخواست کریں۔

تذکیر سے مراد تو اللہ پاک کا ذکر اور اس کی یاد اور تطہیر سے مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر کے اپنے نفسوں کو پاکیزہ بنایا جائے۔

۴۔ نماز عصر کے بعد درس دیا جاتا ہے پھر گشت کے آداب بتائے جاتے ہیں اور سورج غروب ہونے سے ایک گھنٹہ قبل لوگوں سے ملنے کے لیے بازاروں دکانوں، ہوٹلوں اور ان کے بیٹھنے کی دیگر جگہوں پر نکل جاتے ہیں وہاں انھیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے ہیں اور انھیں مسجد میں آکر نماز مغرب کے بعد وعظ ونصیحت میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

گشت کا نظام

تبلیغی جماعت نے دعوت کے لیے جو طریقہ کار اپنا رکھا ہے اس نظام کے تحت گشت کا عمل بھی ہوتا ہے اس گشت میں ایک آدمی امیر مقرر ہوتا ہے ایک رہبر ہوتا ہے ایک متکلم ہوتا اور ان میں سے ایک آدمی جب یہ لوگ گشت کے لیے نکلتے ہیں تو مسجد میں لازمی موجود رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کرتا رہتا ہے کہ وہ اس دعوت کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس دعوت کو مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بننے میں کامیابی عطا فرمائے۔ جماعت کے دوسرے لوگ اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے مسجد میں آنے والے لوگوں کے استقبال اور ان کے ساتھ بیٹھنے اور بات چیت سے ان کی تالیف قلب کرنے کے لئے موجود رہتے ہیں۔ نماز مغرب کے فوراً بعد ان میں سے ایک آدمی اعلان کرتا ہے کہ

سنتیں ادا کرنے کے بعد وعظ ونصیحت ہوگا اور یہ ان الفاظ میں ہوتا ہے "ہم سب کی کامیابی اور کامرانی اللہ پاک کے حکموں اور رسول پاک ﷺ کے مبارک طریقوں پر چلنے میں ہے" اور اس بات کو وہ دین اور ایمان کی بات کہتے ہیں۔

پھر نماز عشاء کے بعد حیاۃ الصحابہؓ کی کتاب میں سے ایک یا دو قصے پڑھتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے لوگوں کو اللہ کی راہ میں جان ومال اور وقت لگانا بھاری محسوس نہ ہو۔ اور انھیں اس راہ میں مزید جان ومال اور وقت اپنی دلی خوشی اور اطمینان قلب کے ساتھ لگانے کی ترغیب وتشویق ہو۔ رات کو کھانے اور سونے سے پہلے ان میں سے ایک آدمی ان کے آداب اور ان اعمال سے متعلقہ نبی پاک ﷺ کی مبارک سنتوں کے بارے میں یاد دھانی کراتا ہے اس طرح آداب مسجد کا بیان کرتا ہے اور ذہن نشین کراتا ہے کہ کس طرح سے ان کا خیال رکھنا ہے اور نماز تہجد کے بارے میں بھی ترغیب دیتا ہے اور بالفعل ان میں سے ہر آدمی اپنی روحانی اور جسمانی استعداد کے مطابق قیام اللیل کرتا ہے۔ بہر حال نماز فجر سے تقریباً نصف گھنٹہ قبل تو ان میں سے کوئی بھی سویا نہیں رہتا اور سب بیدار ہو جاتے ہیں۔

نماز فجر کے بعد وعظ ونصیحت کے لیے بیٹھ جاتے ہیں پھر قرآن پاک کی تعلیم وتدریس ہوتی ہے خصوصاً آخری دس سورتوں یعنی سورہ الفیل سے لے کر الناس تک اور سورہ فاتحہ کی تعلیم ہوتی ہے کیونکہ ان کے نزدیک کم از کم ان سورتوں کا یاد ہونا ہر مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے جو اللہ کے راستے میں نکلتا ہو اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہو۔

پھر جب سورج طلوع ہو کر ایک نیزہ کی بلندی پر آجاتا ہے تو وہ اشراق/چاشت کی مسنون نماز ادا کرتے ہیں پھر ناشتہ کرتے ہیں اس کے بعد

ایک گھنٹہ آرام کرتے ہیں پھر اعمال کے بارے میں مشورہ کے لیے اٹھتے ہیں کہ آئیندہ چوبیس گھنٹوں کی ترتیب کس طرح بنانی ہے اور اس کے لئے لازمی انتظامات کس طرح کرنے ہیں۔

یہ تبلیغی جماعت کا اجمالی اور مفصل نظام عمل ہوتا ہے۔

iii۔ الالتزام۔ پابندی

تبلیغی جماعت کی چند چیزیں ہیں کہ جو کوئی بھی دعوت کے کام میں ان کے ساتھ نکلتا ہے اس کو ان امور کی پابندی کرنے کا کہتے ہیں تاکہ اللہ کے فضل سے وہ خود بھی فائدہ اٹھائے اور مزید نفع رسانی کا وسیلہ بنے۔ یہ امور مندرجہ ذیل ہیں

(الف) چار چیزوں کی پابندی

(i) امیر کی اطاعت

(ii) اجتماعی اعمال میں شرکت

(iii) صبر و تحمل

(iv) مسجد کی صفائی

(ب) چار چیزوں میں مشغول رہنا

(i) دعوت

(ii) عبادات

(iii) حلقہ تعلیم

(iv) خدمت۔ یعنی جماعت کے ساتھ تعاون کر کے ان کی خدمت کرنا۔

(ج) تین چیزیں کم کرنا

(i) طعام یعنی کھانا

(ii) منام یعنی نیند

(iii) کلام یعنی باتیں اور خصوصاً کام کے اوقات میں

(د) چار چیزوں سے دور رہنا

(i) اسراف۔ یعنی فضول خرچی، ہر چیز میں اسراف سے پرہیز کرنا اس سے مراد یہ ہے کہ حد سے تجاوز کرنا۔

(ii) اشراف۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو چیز کسی دوسرے کے پاس ہے اس کے بارے میں جاننے کی کوشش کرنا اور ٹوہ میں لگے رہنا۔

(iii) سوال یعنی جو چیز دوسرے لوگوں کے پاس ہو وہ مانگنا۔

(iv) دوسرے شخص کی چیز اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر استعمال کرنا۔

(ھ) چار چیزوں میں نہ پڑنا

(i) فقہی مسائل میں نہ پڑنا تاکہ جن لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے وہ کہیں متنفر ہی نہ ہو جائیں۔

(ii) سیاسی مسائل میں نہ پڑنا تاکہ اس سے بھی کسی طرح دعوت کے کام میں

رکاوٹ پیدا نہ ہو جائے۔

(iii) جماعتوں کی صورت حال کے بارے میں گریز کرنا تاکہ دوسرے مسلمان بھائیوں کو تکلیف نہ ہو۔

(iv) فضول بحث مباحثہ۔ تاکہ اس میں پڑ کر فضول اور بے فائدہ وقت ضائع نہ ہو۔

سارے عالم میں تبلیغی جماعت کے اثرات

اب جب کہ ہم نے اس جماعت کے بارے میں پوری طرح جان لیا ہے کہ یہ کس طرح ظہور میں آئی اس کا تنظیمی ڈھانچہ کیا ہے اور نظام عمل کیا ہے اب ہم چاہتے ہیں کہ اس جماعت کے ذریعہ پوری دنیا پر پڑنے والے مثبت اور منفی (اگر کوئی منفی اثرات ہوں تو) اثرات کا جائزہ لیں۔

ہمارے خیال کے مطابق جیسا کہ میرا اپنا مشاہدہ بھی ہے میں نے اس جماعت کے اثرات شمالی افریقہ کے ممالک، مراکش، الجزائر، تیونس، اور لیبیا میں دیکھے ہیں اور اس طرح فرانس، بلجئیم، ہالینڈ، جرمنی اور برطانیہ میں بھی دیکھے ہیں اور دوسرے لوگوں سے امریکہ اور برصغیر پاک وہند میں اس کے اثرات کے بارے میں سنا ہے اور مشرق وسطیٰ کے ممالک میں اس دعوت کے اثرات کا مشاہدہ کیا ہے اس دعوت و تبلیغ کے اثرات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نماز کا قیام خشوع وخضوع کے ساتھ۔

(۲) دینی شعائر کا اظہار جیسے عورتوں کے لیے پردہ اور مردوں کے لیے ڈاڑھی رکھنا اور سر کو عمامہ وغیرہ سے ڈھانپ کر رکھنا۔

(۳) مشرکانہ آداب ورسوم کو قولاً اور اعتقاداً چھوڑ دینا۔

(۴) توحید اور کتاب وسنت کی دعوت پر لبیک کہنا جب میں شمالی افریقہ میں مقیم ہوتا ہوں اور وہاں وعظ ونصیحت کرتا ہوں تو یہ لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کر کے میرے وعظ ونصیحت اور درس وتدریس میں شریک ہوتے ہیں اور الحمدللہ میرے وعظ ونصیحت کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ اس میں عقیدہ سلف کی تاکید اور شرک وبدعت اور گمراہی کے خلاف اعلان جنگ ہوتا ہے یہ تو شمالی افریقہ کی صورت حال ہے اور جہاں تک یورپ کا تعلق ہے تو وہاں بھی تبلیغی جماعت کے بہت خوشگوار اثرات پائے جاتے ہیں یہاں بھی مسلمان کارکنوں میں اسلامی دعوت خوب پھیلی ہے اور اس کے اثرات ظاہر ہوئے ہیں مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور نمازوں کا اہتمام ہوا ہے اور اسلامی حلیہ ولباس بصورت ڈاڑھی، پگڑی، عربی لباس ثوب اور قمیض نمایاں ہوا ہے اسلام کی طرف عمومی دعوت پھیلی ہے اور لاتعداد عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں اور یہ تعداد لاکھوں تک جا پہنچی ہے اور یہ وہ بات ہے جو سوائے اسلامی فتوحات کے علاوہ حاصل نہیں ہو سکتی تھی جس کے ستون، اسلحہ، جہاد اور شہادت ہیں یہ ایک ایسی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جس سے انکار وہی شخص کر سکتا ہے جسے اس کا علم نہیں ہے یا وہ اپنی شخص یا گروہی وابستگی کی بنیاد پر اس سے لاعلمی کا اظہار کرتا ہے۔ بیسیوں سال گزر گئے تھے کہ مسلمان امریکہ تو کجا یورپ میں بھی اپنے اسلام کا کھلم کھلا اظہار کرنے کی حیثیت میں نہیں تھے اکثر مسلمان کارکن نماز کو چھوڑ دیتے تھے اور زبان لباس اخلاق اور عمل کے اعتبار سے افرنگی عیسائیوں کے رنگ میں رنگے جاتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کے ذریعہ وہاں حق پہنچایا جو عقیدے، عبادات اور عمل کے اعتبار سے ہدایت اسلامی کی حامل ہے اور یہ کام بڑی خاموشی، آسانی اور سہولت سے ہو رہا ہے اور اب امریکہ اور یورپ میں اسلام کا وجود اس طرح عمل میں آچکا ہے کہ

اس طرح اسلام کے وجود کا تصور جہاد بالسیف کے بغیر ناممکن نظر آتا تھا برِ صغیر پاک وہند میں بھی تبلیغی جماعت کے آثار دوسرے ممالک سے کسی طور کم نہیں ہیں مسلمان دوبارہ اسلام کی طرف رجوع کر رہے ہیں جب کہ اس سے پہلے وہ اسلامی تعلیمات سے دور ہو چکے تھے اور اسلام سے انکار کے مرتکب ہو رہے تھے اور بدعات، خرافات اور طرح طرح کے مشرکانہ اعمال وافعال میں اوقات کو ضائع کر رہے تھے۔

اس کے اثرات کا جائزہ لینے کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کہ وہاں سالانہ اجتماعات میں لاکھوں افراد شریک ہوتے ہیں اور ان اجتماعات کے انتظامات اور ترتیبات کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور پھر ان اجتماعات کے شرکاء چہار دانگ عالم میں پھیل جاتے ہیں اور اپنے قول وعمل سے اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور لوگوں کو اسلام کی خوش خبری دیتے ہیں۔

اور مشرقی وسطی میں

تبلیغی جماعت کے اثرات مصر، اردن، شام، لبنان، شمالی یمن اور تمام خلیجی ممالک میں پھیل چکے ہیں کتنے لوگ تھے جو راہ راست سے ہٹ چکے تھے اور اس کی وجہ سے راہ راست پر آگئے اور کتنے لوگ غافل تھے۔ اپنے اللہ کو بھولے ہوئے تھے اور کھیل کود میں پڑے ہوئے تھے اور اس کی وجہ سے وہ ان رذائل سے پاک ہو گئے اور کتنے لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے منہ موڑ چکے تھے جو دوبارہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کر گئے اور توبہ کرلی اور اس طرح کی دیگر کئی ایسی مثالیں ہیں جو ان ممالک میں اصلاح کا عمل سرانجام دینے والوں سے پوشیدہ نہیں ہیں یہ سب تو اس جماعت کے مثبت اثرات ہیں جہاں تک

سی باتوں کا تعلق ہے تو ان کو ہم انشاءاللہ اگلے صفحات میں ان لوگوں کی زبانی بیان کر رہے ہیں جو تبلیغی جماعت کی مخالفت کرتے ہیں اور انشاءاللہ اس بارے میں حق کو پوری وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کریں گے کہ اس میں لوگوں کی رضامندی یا ناراضی کی ہمیں ہرگز کوئی پرواہ نہیں ہو گی کیونکہ ہمارا مقصد تو رب تعالیٰ شانہ کی رضامندی کا حصول ہے اور ہماری دعا ہے کہ اے اللہ! تو ہم سے راضی ہو جا اور ہمارے اوپر ناراض نہ رہ بے شک تو حلیم وبردبار ہے او علیم وخبیر ہے۔

مخالفین کے اشکالات

تبلیغی جماعت پر اعتراض کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت مسلمانوں میں روح جہاد ختم کر کے انھیں مردہ بنا رہی ہے کیونکہ یہ سیاست سے بالکل بے تعلق رہتی ہے اور جن جن ممالک میں شریعت اسلامیہ نافذ نہیں ہے (اور سوائے سعودی عرب کے تمام ممالک ہی اس میں شامل ہیں) یہ وہاں پر اسلامی شریعت کے نفاذ کا مطالبہ نہیں کرتی ہم اس معاملہ میں حق کو واضح کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت تو مسلمانوں کو زندہ بنا رہی ہے نہ کہ انھیں مردہ بنا رہی ہے جیسے کہ یہ لوگ کہتے ہیں۔

بے شک جو آدمی بھی اپنے گھر سے نکل پڑتا ہے اور اپنے جان اور مال کو خرچ کر کے اپنے ملک کے اندر یا اپنے ملک سے باھر دین کی دعوت پھیلاتا ہے تو وہ ہر لحاظ سے زندہ ہے اور ہرگز مردہ نہیں ہے

بقول شاعر:-

بال و پر کی ہر جسارت زندگی ہی زندگی
موت ہی بس موت ہے بال و پر کی بے بسی

(اضافہ شعر از مترجم)

یہ تو ہوئی پہلی بات اور دوسری بات یہ ہے کہ جب شریعت کو نافذ کرنے کی غرض وغایت ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی اس طرح عبادت کی جائے جس طرح اس نے ہمیں راستہ بتلایا ہے تو اس لحاظ سے بھی تبلیغی جماعت اپنی دعوت دینے سے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کر کے اس کی عبادت ہی کر رہی ہے اور رسول کریم ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے منع کیا ہے اس کے مطابق عمل کر رہی ہوتی ہے پس وہ غرض وغائیت جس کے لیے شریعت نافذ کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے بحمد للہ بغیر قتال کے حاصل ہو جاتی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے معترضین جو کہ شریعت نافذ کرنے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں اور سیاست میں سرگرم رہتے ہیں کیا ان کے ان مطالبات سے کچھ حاصل بھی ہوا ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو؟ نہیں ایسا نہیں ہوا لھذا اس معاملے میں تبلیغی جماعت پر اعتراض کرنے والوں کی دعوت سلبی شمار ہو گی اور تبلیغی جماعت کی دعوت ایجابی ہے اور تمام اہل عقل ودانش کے نزدیک ایجاب بہرحال اور بہر طور سلب سے بہتر ہے اس لئے ہم اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ تبلیغی جماعت پر اعتراض اور طعن و تشنیع کرنے سے باز رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں اور یہ مؤقف کوئی لائق تحسین نہیں ہے۔

تبلیغی جماعت کے معترضین اکثر اوقات جو اعتراضات کرتے ہیں ہم درج ذیل میں انھیں نمبر شمار کے ساتھ بیان کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہر اعتراض کے مقابلے میں حق کا بیان بھی کر دیں گے۔

اعتراض نمبر۱:- تبلیغی جماعت کی دعوت تصوف کی دعوت ہے

ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر تصوف سے مراد یہ ہے کہ کسی ایک سلسلہ تصوف مثلاً نقشبندی، تیجانی، رفاعی وغیرہ کی پابندی کی جائے اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ اپنے مربی اور شیخ یعنی استاد کی اطاعت کی جائے اور اپنے اہل طریقت (یعنی پیر بھائیوں) کے درمیان محبت واخوت کا لازمی اہتمام کیا جائے اور اس کا دفاع کیا جائے اور جو کوئی بھی اس سلسلہ تصوف سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھی جائے تو بخدا ہم نے تبلیغی جماعت میں ایسا ہرگز نہیں دیکھا ہے نہ شمالی افریقہ میں، نہ یورپ میں، نہ مشرق وسطیٰ میں اور نہ امریکہ میں ہم نے اس کے بارے میں سنا ہے۔

بایں ہمہ اگر تبلیغی جماعت مین کوئی اہل طریقت صوفی شخص موجود ہو تو یہ اچنبھے کی بات نہیں کیونکہ تبلیغی جماعت کی نشوونما جس ملک (یعنی ہندوستان) میں ہوئی ہے وہاں کے حالات ہی ایسے ہیں وہاں بے شمار قسم کے تصوف کے سلسلے موجود ہیں اسی طرح آج مصر میں تصوف کے ستر (۷۰) سلسلے ہیں اور ان کی ایک اپنی مجلس اعلیٰ موجود ہے جو ان کی تنظیم کرتی ہے تو کیا مصر میں اسلامی جماعتوں کو اس سے کوئی نقصان پہنچا ہے؟

اور اگر ہم مخالفین کا یہ مفروضہ مان بھی لیں کہ تبلیغی جماعت کے بانی

محمد الیاسؒ صوفی تھے یا ان کے جانشین انعام الحسنؒ صوفی تھے تو پھر بھی دعوت و تبلیغ تو اپنے منہج اور اسلوب کے اعتبار سے تصوف سے خالی ہے تو کیا اس سے دعوت کے کام میں کچھ خلل پڑتا ہے یا کوئی ایسی قابل شرم بات ہے کہ لوگ اس سے دور رہیں خدا گواہ ہے ایسا نہیں ہے تو پھر اے ہمارے دینی بھائیو! تھوڑا سا تو عقل و خرد و رفق سے کام لو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اور مجھے بھی ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

(۲) کہا جاتا ہے کہ تبلیغی جماعت کے قائدین سلسلہ ہائے تصوف پر بیعت لیتے ہیں۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ بیعت تو صرف امام المسلمین سے ہوتی ہے اور جب کسی نے امام کی بیعت کر لی پھر وہ کسی دوسرے کی بیعت کرنے کے لیے اس بیعت کو توڑ دے تو وہ واجب القتل ہو جاتا ہے خواہ کوئی بھی ہو کیونکہ اس بارے میں سنت سے ثابت ہے جہاں تک کسی مومن سے یہ عہد لینے کی بات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری کی پابندی کرے گا تو اسے سوائے بے علم، جاہل، بدنیت یا شکوک پیدا کرنے والے کے علاوہ کوئی بھی بیعت نہیں کہے گا۔

بلاشبہ تبلیغی جماعت کے پورے نظام میں جس کا تذکرہ ہم اس رسالے کے گذشتہ صفحات میں مفصل کر چکے ہیں کہیں بھی ایسی بات بلکہ شوشہ تک نہیں ہے کہ جس میں کسی کے لیے بھی بیعت کی پابندی ہو یا کسی بھی حال میں اس کی طرف دعوت دی جاتی ہو۔ اور اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ ہندوستان میں بعض بڑے بڑے تبلیغی جماعت کے ذمہ داروں کے اپنے اپنے تصوف کے سلسلے ہیں جیسے قادری نقشبندی وغیرہ اور اسے راز داری سے وہ

بعض افراد پر پیش بھی کرتے ہیں تو اس کا گناہ ثواب انھیں پر ہو گا نہ کہ دعوت و تبلیغ کے کام پر اور نہ ان کے علاوہ تبلیغی جماعت کے دوسرے ذمہ دار حضرات پر کیونکہ دعوت کا طریقہ کار اور نظام اس سے بالکل خالی ہے اور اس میں دعوت دینے والے صرف اسی بات کا اعتراف کرتے ہیں جو دعوت کے منہج اور اس کے نظام و ترتیب میں شامل ہے تو دعوت سے بیزاری اور لاتعلقی تو اس صورت میں لازمی ہوتی بلکہ اس کی مخالفت بھی ضروری ہو جاتی اگر اس کا منہج اور ترتیب عمل اس کا تقاضا کرتی یا اس کا اقرار کرتی ہوتی لیکن جب کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے اور کوئی بات ہی نہیں ہے تو پھر تبلیغی جماعت اور اس کی دعوت پر طعن و تشنیع کیسی؟ بے شک یہ سراسر ظلم ہے جس کے انجام سے ڈرنا چاہیے۔

(۳) کہا جاتا ہے کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ جو بھی نکلتا ہے اس جماعت کے مبلغین اس کا سر سے پیر تک حلیہ اور زندگی تبدیل کر دیتے ہیں اور اس کا عقیدہ، طریقہ کار، سلوک اور حتی کہ سوچ تک کو بدل دیتے ہیں ہمارا جواب یہ ہے کہ ہاں بے شک یہ دعوت ہی کچھ ایسی عجیب تاثیر والی ہے کہ جو کوئی بھی اس کے ساتھ چلتا ہے اس میں یکسر وہ تبدیلیاں پیدا کر دیتی ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اگر ان کے ساتھ نکلنے والا گمراہ ہوتا ہے تو راہ ہدایت پا جاتا ہے اگر اس کا ایمان کمزور ہوتا ہے تو اس کے ایمان میں قوت آجاتی ہے اگر وہ بد اخلاق ہوتا ہے تو اس کے اخلاق اچھے ہو جاتے ہیں اور اخلاق فاضلہ کا حامل بن جاتا ہے اگر وہ غفلت میں پڑا ہوتا ہے تو ذکر کرنے والا بن جاتا ہے اگر وہ مادیت پسند ہوتا ہے تو روحانیت پسند بن جاتا ہے یہ وہ تبدیلیاں ہیں جو تبلیغی جماعت کے ساتھ نکلنے والوں کی غالب اکثریت میں آجاتی ہیں۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ خوانخواستہ

یہ جماعت عقیدہ توحید سے برگشتہ کر کے مشرکانہ عقائد وخرافات کی طرف تبدیل کر دیتی ہے اور اصلاح کی بجائے فساد، ذکر سے ہٹا کر غفلت کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری سے موڑ کر معصیت خداوندی کی طرف لگا دیتی ہے تو بخدا ایسا نہیں ہے ہم نے نہ ہی تو ایسا خود دیکھا ہے اور نہ اس کے بارے میں ایسا سنا ہے اور یہ کوئی امر بعید بھی نہیں ہے کہ شاذ و نادر کوئی اکا دکا فرد ایسا ہو بھی جائے لیکن شاذ و نادر کے مطابق فیصلہ نہیں کیا جاتا کہ اگر خدا نخواستہ کوئی ایک آدمی ایسا ہو گیا ہو تو اس کو دیکھ کر ایسا کہا جانے لگے جیسا کہ معترضین حضرات کہتے ہیں۔

پس اے مدعیان حق! اپنے لئے بھی حق کو ہی لازم پکڑو اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس سے بدظن کرنے سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنا بھی کفر کا بھائی ہے (یعنی اس کے قریب تر ہے مترجم) اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

(۴) کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت نے اسلام کے ارکان خمسہ اور ایمان کے چھ ارکان کی جگہ چھ باتیں بنالی ہیں۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ بخدا یہ قبیح سوء ظن ہے پس کیا اصلاحی اور تربیتی منہج پر چلنے کے لئے ایک خاص نصاب تشکیل دے لینا اور اس کے تقاضوں کے مطابق دعوت دینا اسلام کے برخلاف شمار ہو گا؟ کیونکہ اس طرح اس کے مبادیات کو چھوڑا جا رہا ہے اور اس کے ارکان سے لاپرواہی برتی جا رہی ہے اور اس کے بغیر دوسرے طریقوں سے مدد لی جا رہی ہے اور کیا ایسی دعوت کہ جس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ یوم آخرت پر اللہ تعالیٰ سے ملنے اور حساب کتاب کے ہونے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے پر ایمان لایا جائے اور عمل کیا

جائے اور اخلاق فاضلہ اور قول وعمل میں صدق نیت کو اپنایا جائے تو اس کے بارے میں اے بندگان خدا۔ یہ کہا جائے کہ اس جماعت کے ذمہ داروں نے اسلام کے قواعد خمسہ اور ایمان کے ارکان ستہ کو تبدیل کر دیا ہے؟ اے اللہ! بے شک یہ بہت بڑا بہتان ہے اس سے وہ شخص کیسے راضی ہو گا جو اپنے آپ کو سلف امت اور صدر امت کے صلحاء کی طرف نسبت دیتا ہے؟

(۵) کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والے اہل عقیدہ اور دعوت سلفیہ کے اماموں کے دشمن اور مخالف ہیں ہمارا جواب یہ ہے کہ اس دعوت (یعنی دعوت سلفیہ) کی وضاحت کی ضرورت ہے اور یہ ہے کہاں؟ اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی اعتراف ہے کہ یہ کوئی بعید بات نہیں ہے کہ کچھ ایسے جامد علماء بھی پائے جاتے ہوں جنہوں نے کتاب وسنت کا درس نہ لیا ہو اور ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ مفاد پرست بھی ہوں اور کتنے ایسے بھی ہوں گے جو سلفی حضرات سے بغض رکھتے ہوں اور ان سے عداوت کے جذبات رکھتے ہوں اور شیخین اسلام امام احمد ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہابؒ نے بغض وعناد رکھتے ہوں اور ایسے افراد بھی تبلیغی جماعت کے ساتھ نکل پڑتے ہوں کیونکہ دعوت و تبلیغ کی بنیادی باتوں میں سے ہے کہ بحث وجدال میں نہ پڑا جائے اور لایعنی باتوں میں نہ الجھا جائے پس اگر کوئی ایسا معذور یا مریض شخص پایا جائے تو اس سے تعرض نہیں کیا جاتا اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ یہ دعوت و تبلیغ کا عمل خود بخود اس کی اصلاح کر دیتا ہے اور اسے اپنے نفس کی ان بیماریوں سے پاک کر دیتا ہے اور یہ ممکن بھی ہے اور جائز بھی ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ عمومی طور پر تبلیغی جماعت سے متعلق یہ کہہ دیا جائے کہ وہ سلفی العقیدہ لوگوں کے دشمن ہیں اور ان کے سربرآوردہ لوگوں سے

عناد رکھتے ہیں تو بخدا یہ جھوٹی بات اور ظلم ہے اور بہت بڑا بہتان ہے اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تبلیغی جماعت کے سر یہ الزامات تھوپے۔ بلاشبہ ہم اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ ہم تبلیغی جماعت کو جانتے ہیں اور وہ لوگ مشرق ومغرب میں ہمارے وعظ ونصیحت کی محفلوں میں شریک ہوتے رہے ہیں اور ہم نے کبھی کسی سے ایسی کوئی بات نہیں سنی جس سے یہ مطلب نکالا جاسکے کہ وہ لوگ داعیان توحید اور ان کے اماموں کو ناپسند کرتے ہیں بلکہ ان میں سے اکثریت ہم سے جس بات کی شکایت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ممالک میں ان کے رشتہ دار واحباب انھیں اپنے خیال میں وہابی سمجھتے ہیں اور وہابی کے لقب سے پکارتے ہیں اور ہمارے اہل عقیدہ بھائیوں کو یہ علم ہونا چاہیے کہ جو کوئی بھی داعیان توحید اور آئمہ توحید کے بارے میں طعن وتشنیع کرے یا زبان دارز کرے تو ہم ایسے شخص کو ہرگز پسند نہیں کرتے نہ اس کی کوئی رورعایت کرتے ہیں اور نہ اس بارے میں کسی سے خاموشی برتتے ہیں مگر یہ کہ ہم لوگوں پر غصے سے بے قابو نہیں ہوجاتے اور نہ ان سے وہ باتیں منسوب کرتے ہیں جو وہ نہیں کہتے کیونکہ بے شک ایسا کرنا ظلم ہے اور ظلم حرام ہے۔

اور ہم نے جو اوپر لکھا ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مشرق ومغرب میں ایسا کوئی نہیں ہے جو سلفی العقیدہ لوگوں سے عداوت نہ رکھتا ہو بلکہ سلفی حضرات سے عداوت رکھنے والے ان لوگوں سے زیادہ اور کثرت میں ہیں جو ان سلفی حضرات سے محبت ودوستی رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور ہم نے جو کچھ کہا ہے اس سے تبلیغی جماعت کو صرف ایک جملے میں بری الذمہ کے دیتے ہیں

واللہ علیم بذات الصدور

(اور اللہ ہی دلوں کے بھید جاننے والا ہے)

(۶) مخالفین کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ تبلیغی جماعت والے جہاد کے منکر ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ آج کل مسلمانوں کا حال اسی طرح ہے جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ ہجرت سے قبل مکہ شریف میں تھے۔

ہم کہتے ہیں کہ کیا یہ کہنے میں کوئی عیب ہے یا برائی یا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے تبلیغی جماعت کو شرم دلائی جائے یا اس پر سب وشتم کیا جائے؟ یہ تو ہر ذی علم وعقل اور صاحب بصیرت آدمی جس کو مسلمانوں کے مکمل احوال اور ان کے ممالک میں ہونے والوں واقعات وشواہد سے آگاہی ہے اور جو مسلمانوں کی زندگیوں کو درپیش مسائل سے باخبر ہے یہی رائے رکھتا ہے۔

اور وہ جو دعوت جہاد کا ڈنکہ بجاتے ہیں اور اپنے دعوے سے قاعدین (یعنی بیٹھ رہنے اور جہاد نہ کرنے والوں) کو ایذاء پہنچاتے ہیں وہ ہمیں بتائیں کہ انھوں نے کتنے معرکوں میں حصہ لیا ہے؟ اور ملکوں میں سے کتنے ملکوں کو آزاد کرایا ہے؟ اور اس میں اللہ تعالی کی شریعت قائم کی ہے تاکہ ان کا یہ دعوی صحیح مان لیا جائے کہ تبلیغی جماعت والے جہاد کے معاملے میں قاعدین میں سے ہیں اور جہاد سے گریزاں ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تبلیغ والوں نے دعوت وتبلیغ میں مشغول ہونے کے سبب لوگوں کو جہاد افغانستان میں شمولیت پر ابھارا نہیں ہے اور اگر ایسا ہوا کہ کوئی ایک یا چند اشخاص جہاد افغانستان میں شامل ہوئے ہوں اور یہ دیکھا ہو کہ جہاد سے پہلے اصلاح قلوب اور تہذیب اخلاق کی دعوت وتبلیغ ہونی چاہیے تو اس میں کوئی ایسی عیب والی بات نہیں ہے کہ مشرق ومغرب میں تبلیغی جماعت کو مورد الزام ٹھہرایا

جائے۔

(۷) ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ تبلیغی جماعت والے نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام نہیں دیتے اور نہ صحیح طریقہ سے امر بالمعروف کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کا جو طریقہ کار ہے جس کا ہم نے شروع کتاب میں تفصیل سے ذکر کر دیا ہے اس کی بنیاد میں یہ نہیں ہے کہ گناہوں میں ملوث شخص کو دھتکار دیا جائے اور اس کے دو سبب ہیں۔

اول:۔ ہمارے معاشروں میں گناہ اور فساد پر جہالت غالب آچکی ہے اور فسق وفجور چھا چکا ہے اور اب (گناہوں میں ملوث فرد کو دھتکارنے سے) کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور یہ وہ فی الواقع صورت حال ہے کہ جس سے لوگوں کے احوال سے باخبر شخص انکار نہیں کر سکتا۔

دوئم تبلیغی جماعت والوں نے برائیوں سے روکنے کا طریقہ یہ نکالا ہے کہ برائیوں میں ملوث افراد کو تبلیغی جماعت کے ساتھ نکال دیا جائے اور وہ اپنے (گناہ آلود) ماحول سے دور ہو جائے اور اسے حکمت کے ساتھ تربیت کرنے والے ہاتھوں میں دے دیا جائے جو اپنے حال (یعنی اعمال) اور اچھی اور دلنشین باتوں سے اس کا علاج کرتے ہیں اور کچھ وقت ہی گزرتا ہے کہ وہ ان برائیوں کو چھوڑ دیتا ہے اور ان سے بیزار ہو جاتا ہے اور یہ کاوش زیادہ سنجیدہ اور بار آور ہے بنسبت صرف ان الفاظ کے جو کوئی آدمی منبر پر بیٹھ کر کہہ دے یا حلقۂ درس میں منہ سے کہہ رہا ہو اور لوگ ان کے (مفاہیم) سے بالکل غافل ہوں دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو تبلیغی جماعت کو یہ الزام دیتے ہیں کہ اس نے نہی عن المنکر چھوڑ دیا ہے کیا انھوں نے کبھی نہی عن المنکر (برائیوں سے منع) کیا ہے؟ اس کا جواب سب کو معلوم ہے اور جو صورت حال ہے وہ سب کے سامنے

ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں اپنے لیے بھی اور ان لوگوں کے لیے بھی کہ ہم نے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کیا ہوا ہے اس گناہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمادے۔

جو لوگ تبلیغی جماعت میں یہ عیب نکالتے ہیں کہ وہ نہی عن المنکر نہیں کرتے اور خود بھی نہی عن المنکر نہیں کرتے ان کا حال بقول شاعر یہ ہے کہ:۔

لا تنہ عن خلق وتاتی مثلہ
عار علیک اذا فعلت عظیم

(ایسی بات سے منع نہ کر کہ جو تو خود کر رہا ہے اگر تو ایسا کرے گا تو یہ تیرے لئے بہت بڑے شرم کی بات ہے)

(۸) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت حنفی مذہب کے سلسلے میں متعصب ہے ہمارا کہنا یہ ہے کہ کیا یہ صرف تبلیغی جماعت پر ہی منحصر ہے؟ اور اسی کی خصوصیت ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہے اور مشاہدہ کرنے والا اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ شافعی مذہب والے اپنے مذہب کے لیے مالکی اپنے مسلک کے لئے اور حنبلی لوگ حنبلی مذہب کے لیے تعصب رکھتے ہیں اور اس تعصب سے کوئی بھی پاک نہیں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے حق کو اس کے شواہد کے ساتھ پالیا ہے اور انھوں نے مذہبی اور مسلکی تعصب کو چھوڑ دیا اور وہی موقف اختیار کیا جو حق کا موقف ہے وہ خواہ جہاں کہیں بھی پایا جاتا ہو اور امت اسلامیہ میں ایسے لوگوں کی نسبت ایک ہزار میں ایک ہے بلکہ اس سے بھی کم ہے تو پھر یہ کیوں کہ صرف تبلیغی جماعت کو ہی حنفی مذہب کے

بارے میں تعصب برتنے کا مورد الزام ٹھہرایا جائے جب کہ تمام مسلک والے اپنے مسلک کے بارے میں تعصب رکھتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت میں حنفی بھی ہیں مالکی بھی ہیں شافعی بھی ہیں اور حنبلی بھی شامل ہیں اس لئے یہ طعن و تشنیع یہاں چسپاں نہیں کی جاسکتی ان معترضین کو کیا ہو گیا ہے کہ انھیں سمجھ ہی نہیں آرہا؟ علاوہ ازیں تبلیغی جماعت کی سرگرمیاں شمالی افریقہ سے مغربی افریقہ تک اور یورپ امریکہ اور مشرق وسطیٰ تک پھیلی ہوئی ہیں اور کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوا کہ انھوں نے ذرہ بھر بھی کسی خاص مذہب و مسلک کی طرف بلایا ہو جب کہ ان کی دعوت تو صرف اس بات تک محدود ہے کہ ایمان کو مضبوط بنایا جائے اور ایمان کا ثبوت اس بات سے دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری والے کام کئے جائیں اور گناہ کے کام چھوڑ دئیے جائیں ہاں صرف یہ بات ہے کہ جماعت کی نمازوں میں ان کی اقتداء کی جاتی ہے اور یہ صرف دعوت حال تو کہلا سکتی ہے لیکن زبانی کبھی اس چیز کی دعوت نہیں دی گئی اس لئے قولی دعوت نہیں ہے اور یہ بات تو سب لوگ جانتے ہیں کہ جو لوگ تبلیغی جماعت کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور راہ راست پر آجاتے ہیں تو وہ عام مسلمانوں کی نسبت زیادہ حق کو قبول کرنے والے اور کتاب و سنت کی اتباع کرنے والے بن جاتے ہیں۔

(۹) کہا جاتا ہے کہ تبلیغی جماعت والے عبادت میں توحید کی نفی کرتے ہیں۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کہ ان میں سے کئی ایک کو عبادت میں توحید کی معرفت حاصل نہیں ہوتی لیکن وہ اس کی مخالفت میں عمل نہیں کرتے بلکہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ کبھی بھی

غیر اللہ کی عبادت کی طرف دعوت نہیں دیتے نہ دعاء میں نہ ذبح میں نہ نذر و نیاز میں اور نہ خوف اور امید کے باب میں جیسا کہ صوفیوں کا حال ہے اور گمراہ لوگوں کا وطیرہ ہے۔ اور یہ عیب صرف تبلیغی جماعت میں ہی نہیں ہے بلکہ یہ عیب اور خامی تو مسلمانوں کی اکثریت میں پائی جاتی ہے کیونکہ مسلمانوں میں ان لوگوں کو تعداد بہت کم ہے جو عبادت میں توحید کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ اگر لوگ یہ جانتے ہوتے تو وہ کبھی بھی قبروں والوں کی عبادت نہ کرتے یعنی نہ ان پر چڑھاوے چڑھاتے نہ نذر و نیاز کی منت مانتے اور نہ ان کے نام کی قسمیں اٹھاتے۔ پس اس طرح ہمارے ذمہ تو یہ ہے کہ ہم عام لوگوں میں علم پھیلائیں اور انھیں آگاہ کریں نہ یہ کہ ان کی عیب جوئی کریں اور انھیں مورد الزام ٹھہرائیں۔

(۱۰) ایک اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا اثر صرف گمراہ اور نافرمان لوگوں پر ہی نہیں ہوتا بلکہ صراط مستقیم پر چلنے والے لوگ بھی اس کا اثر قبول کر لیتے ہیں اور تبلیغی جماعت والے ان صراط مستقیم پر چلنے والے مسلمانوں کو سلف الصالحین کے سلفی طریقے سے ہٹا کر خشک تبلیغی طریقہ پر لگا دیتے ہیں جو کہ بدعات اور گمراہیوں پر مبنی ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ اس اعتراض میں جو یہ اعتراف ہے کہ تبلیغی جماعت کا اثر گمراہ لوگوں پر ہوتا ہے اور وہ لوگ اپنے پروردگار اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری کرنے لگتے ہیں یہ ایک خوش آئیند اعتراف ہے اور یہ حقیقت حال کے بالکل مطابق ہے اور خوش خبری اور مبارک باد ہو ہر اس شخص کو جس کسی کے ہاتھ پر بھی اللہ تعالیٰ کسی گمراہ اور نافرمان آدمی کو ہدایت نصیب فرمادے۔

جہاں تک یہ بات ہے کہ تبلیغی جماعت کے اثرات راہ راست پر لگے

ہوئے لوگوں پر بھی ہوتے ہیں یہ دوسرا اعتراف ہے اور یہ بھی تبلیغی جماعت کی ایک کامیابی ہی ہے کہ اس کے اثرات صراط مستقیم پر چلنے والے لوگ بھی قبول کرلیتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے اثرات کے وجہ سے وہ لوگ صرف اپنی ذاتی ہدایت کو کافی سمجھ کر تکیہ کرلینے کی بجائے دوسرے لوگوں کی ہدایت کی بھی فکر کرنے کے کاموں میں لگ جاتے ہیں اور یہ اثرات بھی بہت اچھے ہیں پس یہی وجہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ علماء جڑے ہوئے تو ہیں لیکن ان کی تعداد تھوڑی ہے کیونکہ یہاں تبلیغی جماعت میں اللہ کے راستے میں نکلے ہوئے بے شمار طالب علم ہوتے ہیں جس کے لیے جان ومال اور اوقات کی قربانی دینی پڑتی ہے اس لئے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ اس کی مخالفت پر اتر آتے ہیں۔

(۱۱) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تبلیغی جماعت والے بدعت پسند ہیں کیونکہ یہ جماعتوں کی شکل میں نکلتے ہیں اور اس کے لیے سہ روزہ چلہ اور چار ماہ کی مدت بھی مقرر کر رکھی ہے ہمارا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ لوگوں کے درمیان اصلاح کی غرض سے نکلنا ایسا ہی ہے جیسے علم اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے نکلا جائے یا اس طرح کہ لوگوں کو ان کے رب کی طرف دعوت دی جائے اور انھیں ان چیزوں کی تعلیم دی جائے جس سے انھیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی فائدہ پہنچے اور یہ سب کے سب امور خروج فی سبیل اللہ (یعنی اللہ کے راستے میں نکلنے) ہی کے زمرے میں آئیں گے جب تک کہ ان امور میں نیت اخلاص پر مبنی رہے اور ان کاموں سے اللہ جل شانہ کی رضامندی حاصل کرنا ہی مقصود ہو اور ان کے کرنے سے نہ کسی مال یا عزت وجاہ کی طلب ہو اور نہ کھیل تماشے اور باطل امور میں مشغول ہوا جائے۔

یا تو یہ لاعلمی ہے یا پھر تجاہل عارفانہ ہے کہ تبلیغی جماعت والے جو لوگوں کی ہدایت ان کی تعلیم ان کی اصلاح نفس اور ان کے تزکیہ روح کے لئے نکلتے ہیں اس کا انکار کیا جائے۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لروحتہ او غدوۃ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیہا۔

(اللہ کے راستے میں ایک شام یا ایک صبح بسر کرلینا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے) اور آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے۔

من اتی ھذا المسجد لایاتیہ الا لخیر یعلمہ او یتعلمہ کان کالمجاھد فی سبیل اللہ

(جو کوئی بھی اس مسجد میں یہ نیت لے کر آئے کہ وہ خیر (نیکی) سیکھے گا یا سکھائے گا تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ (یعنی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے) کی طرح ہی ہے) اس طرح کی اور بھی صحیح اور حسن روایات حدیث شریف میں موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس پر ابھارا گیا ہے اور اس کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ اس کے باوجود بھی اے بندگان خدا یہ کہا جائے گا کہ تبلیغی جماعت کا نکلنا بدعت ہے؟

اور اس سے بھی زیادہ عجیب ان لوگوں کی بات ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جماعت کی صورت میں نکلنا بدعت ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا تھا۔ اور انھیں جماعت بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ وہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں یا پھر انھیں پتہ ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ قراء حضرات کو لوگوں کی تعلیم کے لیے روانہ فرمایا اور ان کی تعداد ستر تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی اور وہ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو اکیلا نہیں بھیجا تھا بلکہ ان کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ کو بھی روانہ فرمایا تھا اور ان دونوں سے فرمایا تھا:۔

بشرا ولا تنفرا ویسرا ولا تعسرا وتطاوعا ولا تختلفا۔

ترجمہ: (تم دونوں (لوگوں) کو خوش خبری دینا اور متنفر نہ کرنا سہولت پیدا کرنا اور تنگیاں نہ کرنا اور میل ملاپ پیدا کرنا اختلاف مت ڈالنا) اور اسی طرح حضرت علیؓ اور حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ کو بھی روانہ فرمایا اور لوگوں کو دعوت دینے انھیں تعلیم دینے اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرنے کے لیے ان حضرات صحابہ کرامؓ کے ہمراہ ایک جم غفیر بھی روانہ فرمایا اور جس طرح ان کے نکلنے کو بدعت کہا جا رہا ہے اسی طرح ان کی طرف سے مدت مقرر کرنے کو بھی بدعت سمجھا جا رہا ہے اور انھیں یہ علم نہیں ہے کہ یہ دعوت کا نظام بھی ایسے ہی ہے جیسے مدارس اور جامعات کا نظام کہ اس میں چھٹیوں کے دن مقرر کرنے پڑتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتہ ہو کہ وہ کتنے دن غائب رہیں گے اور دوسرے یہ کہ لوگ اس مقررہ مدت کے مطابق اپنے ساتھ نان نفقہ اور سفر خرچ کا بندوبست کرلیں۔ تو کیا اس کے باوجود بھی یہ تبلیغ والے جب دعوت و تبلیغ کے لئے اللہ کے راستے میں نکلنے کے لیے ایک مدت مقرر کرلیتے ہیں تو وہ بدعت ہی کرتے ہیں؟

سبحانہ اللہ! ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ بزبان شاعر:۔

وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ
کما ان عین السخط تبدی المساویا۔

(اور دوستی اور محبت کی نظر میں کوئی عیب بھی عیب نظر نہیں آتا اور غصے اور غضب کی نگاہ میں ہر چھوٹی لغزش بھی نمایاں برائی نظر آتی ہے)

اللہ کے بندو! تبلیغی جماعت سے تمھیں کیا کد ہے؟ کیا آپ اس بندے پر ناراض ہو رہے ہیں کہ جو لوگوں کو اپنے رب کی طرف دعوت دے رہا ہے اور اس عمل سے اپنے اور ان بھائیوں کے لیے رب کی رضا حاصل کر رہا ہے جنھوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا ہے اور اچھی اچھی باتیں اور اعمال صالحہ بجالا کر اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا ہے اور قلوب کی تطہیر کر لی ہے اور اپنے اخلاق کو اخلاق فاضلہ بنالیا ہے۔

(۱۲) لوگ اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں یہ بھی اور یہ بھی۔۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور ہم دعوت و تبلیغ اور تبلیغی جماعت کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کہہ بیٹھیں کہ جو صداً عن سبیل اللہ تعالیٰ (اللہ پاک کے راستے سے روکنے) کے زمرے میں آتی ہو اور الحمدللہ بچ وہی سکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ بچا کے رکھے اور وہ قارئین کرام جو طلب حق کی نیت رکھتے ہوں اور فاسد اغراض اور غلط تصورات و نظریات سے دور ہوں ان کے علم کے لئے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک دن کے لیے بھی تبلیغی جماعت کے ساتھ نہیں نکلا ہوں اور نہ میں تبلیغی جماعت سے منسلک ہوں لیکن اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ تبلیغی جماعت میں خطائیں اور غلطیاں ہیں کیونکہ تبلیغی جماعت کی خطائیں اس بارے میں آڑے نہیں آسکتیں کہ ان کے ساتھ شامل نہ ہوا جائے اور انھیں ان چیزوں کی تعلیم نہ دی جائے جن چیزوں کا ہو سکتا ہے انھیں علم ہی نہ ہو کیونکہ یہ خطائیں اول تو ہیں ہی بہت کم اور پھر ان کے اثرات بھی نہ ہونے کے برابر ہیں اور دنیا میں ایسا کون ہے جو خطاء کا مرتکب نہ ہوتا ہو؟ اور کیا انسانوں میں کوئی ایک بھی ایسا ہے جو غلطی نہ کرتا ہو؟ سوائے حضرات انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ معصوم (خطاؤں سے پاک) ہوتے ہیں لیکن اس (میرے ان

کے ساتھ نہ نکلنے) میں جو چیز مانع رہی ہے وہ یہ ہے کہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اتنا مال اور وقت صرف کروں اور اتنی تکالیف برداشت کروں جتنا کہ یہ لوگ کرتے ہیں اس لئے ہم صرف اسی بات پر اکتفاء کرتے ہیں کہ ان کی خیر خواہی کی جائے اور اگر ان کی دعوت و تبلیغ میں کوئی غلطی دیکھیں تو اس کی اصلاح کر دیں اور ہم اپنی زبان کو ان کی عیب جوئی اور تنقید سے باز رکھتے ہیں تاکہ ہمارا شمار بھی (خدا نخواستہ) ان لوگوں میں نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے والے ہیں لیکن ہمارے کئی بھائی بند، اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے، جب وہ اتنی کچھ محنت ومشقت نہیں کر سکتے جتنا تبلیغ والے کرتے ہیں تو وہ ان کی تنقید پر اتر آتے ہیں اور ان میں عیب جوئی شروع کر دیتے ہیں اور انھیں مشہور کر کے ان کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے لگتے ہیں حالانکہ انھیں ایسا نہیں کرنا چاہیے

واللہ المستعان وصلی اللہ علی نبینا محمد والہ وصحبہ وسلم اور اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے اور درود وسلام ہو ہمارے نبی حضرت محمد پر ان کی آل اور صحابہ پر۔

ابوبکر جابر الجزائری

بحمدالله تعالیٰ تمت الترجمہ فی یوم السابع والعشرین
من شهر رمضان المبارک لسنہ ١٤١٦ھ